وتلک الامثال نضربها للناس ۝

حیات سر سید احمد

یعنی

مختصر سوانح عمری جواد الدولہ عارف جنگ آنریبل ڈاکٹر سر سید احمد خاں

بہادر مرحوم کے۔ سی۔ ایس۔ آئی

بانی مدرسۃ العلوم علیگڈھ

جس کو ایک مصری عیسائی عالم نے تحریر کیا اور منشی قاضی محمد فاروق صاحب انصاری

محافظ دفتر فوجداری نے اردو میں ترجمہ کیا

مترجم کی فرمایش اور خاکسار سعید احمد کے اہتمام سے

مطبع احمدی علی گڈھ میں طبع ہوئی

سنہ ۱۹۰۳ء

طبع اول - - - - - ۵۰۰ جلد



بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرسید احمد خاں مرحوم

۱۸۱۷ء سے ۱۸۹۸ء تک

تمہید جو لوگ موجودہ انیسویں صدی کی مشرقی تاریخ کا مطالعہ کرینگے اور اس جدید علمی ترقی کے حالات پر غور کرینگے انکو معلوم ہو جائیگا کہ اس خاص امر میں تمام مشرقی ممالک میں باہم ایک قسم کا تناسب اور تشابہ پایا جاتا ہے۔ اس صدی کے ابتدائی زمانہ کو دیکھو کہ تمام مشرقی ممالک بلا استثنا جہالت اور تعصب کی تاریکیوں میں ڈوبے ہوے تھے اور آپس کی نااتفاقیوں اور باہمی عداوتوں کے سبب سے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے اور اس امر میں ہندوستان۔ عراق۔ شام اور مصر کی یکساں حالت تھی مگر مغرب میں اسوقت علوم و فنون کا آفتاب طلوع کر چکا تھا اور وہاں کے لوگ نئی نئی ایجادو

اختراعات کی روشنی سے فائدہ اُٹھانے لگے تھے۔ اُنہوں نے اپنی ملکی مصلحتوں کے اقتضا سے مشرقی ممالک میں سیر و سیاحت شروع کی جسکی اغراض مختلف تھے کچھہ لوگ ملک گیری یا اشاعت مذہب کے لئے نکلے اور کچھہ لوگ علمی تحقیقات یا تجارت و حرفت کی غرض سے مشرقی ممالک میں داخل ہوے۔ اہل مشرق نے جب ان لوگوں کے تمدن کی نئی نئی چیزیں دیکھیں تو وہ ابتداً تو حیران ہو گئے مگر رفتہ رفتہ حسب استطاعت اُنکی تقلید کرنے لگے۔ اُنہوں نے کالج اور اسکول کھولے مطابع جاری کئے جن میں اخبارات اور رسالے چھپکر شائع ہونے لگے۔ غرضکہ ہر قوم اور ہر ایک ملک کے لوگوں نے اپنے حالات کے اقتضا کے موافق اُنکے نقش قدم پر چلنا شروع کیا۔ اہل مصر نے جدید علمی ترقی کے میدان میں جو جو قدم بڑہایا وہ گورنمنٹ مصر کی امداد کی بدولت تھا گورنمنٹ نے اُن کی تعلیم و تربیت کے لئے مدرسے کھولے اور سب سے پہلے اُسی نے مطبع اور اخبار جاری کیا اور علمی کتابوں کے ترجمے اور تالیف کا انتظام کیا۔ عراق اور شام میں جسقدر علوم و فنون کی اشاعت ہوئی وہ اُن انگریزوں اور فرانسیسیوں اور امریکنوں اور فرانسسکانیوں کے ذریعہ سے ہوئی جنہوں نے ان ممالک میں بود و باش اختیار کر لی تھی۔ لیکن اہل ہند میں جدید علوم و فنون کی جو کچھہ ترقی ہوئی اسکا بڑا حصہ ایک ایسے شخص کی کوششوں کا نتیجہ ہے جو علو ہمت، استقلال، اخلاص اور غیرت حمیت وغیرہ بہت سے ایسے اوصاف کا جامع تھا

جو ایک شخص میں بہت کم جمع ہوتی ہیں۔ یہ عالی ہمت شخص سید احمد خاں ہے جسکے مختصر حالات ہم اس مقام پر لکھنا چاہتے ہیں۔ اسنے ایسے زمانہ میں نشو ونما پائی جو ہندوستان میں انگریزوں کی فتوحات کا ابتدائی زمانہ تھا اور اہل ہند انگریزونکے سخت دشمن تھے (اور فی الحقیقت کسی قوم کا اُن لوگونکے ساتھ دشمنی کرنا جو اُسکے ملک کو فتح کرکے اُسکی دولت اور حکومت کے مالک ہوگئے ہوں کچھ قابل ملامت نہیں ہے) غرضکہ اہل ہند اس صدی کے وسط تک انگریزونکو نہایت سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے نہ اُنکے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوتے تھے نہ اُنکی کتابیں پڑھتے تھے نہ اُنکی زبان سیکھتے تھے اور نہ اُنکی کسی چیز کو چھوتے تھے بلکہ وہ حکومت اور استقلال حاصل کرنے کے لئے بغاوت اور سرکشی کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔

سید احمد خاں نے سب سے پہلے یہ بات دریافت کی کہ یہ لوگ جاہل ہیں اور بیفائدہ کوشش کر رہے ہیں۔ اسنے ان لوگونکی تعلیم و تربیت کا بیڑا اٹھایا اور مدرسے جاری کئے اور لوگونکو علوم حاصل کرنیکی ترغیب و تحریص کی مختلف وسائل بہم پہونچائے اور ترقی تعلیم میں پچاس برس تک مسلسل اور لگاتار کوشش کرتا رہا جس سے تمام ممالک ہند میں گھر گھر اُسکی شہرت ہوگئی حتی کہ اسوقت ہندوستان میں کوئی لکھا پڑھا آدمی ایسا نہوگا جو سید احمد خاں کا نام نہ جانتا ہو پس وہ اپنی علمی شہرت کے اعتبار سے ہماری اُستاد ڈاکٹر فانڈیک کے مانند ہی

جو ملک شام میں گذرا ہے۔

نسب — حسب نسب کے اعتبار سے سید احمد خاں ایک بڑے شریف خاندان کی طرف منسوب ہے۔ اسکے آبا و اجداد سلاطین مغلیہ کے دربار میں بڑے بڑے معزز عہدوں پر رہے ہیں۔ انہیں سب سے پہلا سید ہادی ہے جو سید احمد خاں کا دادا ہے یہ ہرات کا رہنے والا ہے مگر ہندوستان میں آیا اور یہیں بود و باش اختیار کی اور عالمگیر کے عہد سلطنت میں اسکو سلطنت مغلیہ کی طرف سے جواد الدولہ اور جواد علیخاں کا خطاب مرحمت ہوا۔ سید احمد خاں کا نانا خواجہ فرید الدین ہے یہ ایک بڑا زبردست اور ذی علم شخص تھا اور ایک بڑے پولٹیکل منصب پر مقرر ہو کر لارڈ ولزلی کی طرف سے شاہ ایران کی خدمت میں سفیر ہو کر گیا تھا۔ سید احمد خاں کا باپ سید متقی ہے یہ شخص بڑا متقی اور پرہیزگار تھا اور دنیوی تعلقات قطع کر کے صرف نماز روزہ اور عبادت الہی میں مشغول رہتا تھا جب ہندوستان کی سلطنت پر انگریزونکا روز بروز غلبہ ہونے لگا اور اُسکے ضعف و انحطاط کی یہانتک نوبت پہونچی کہ اکبر ثانی کی عہد میں حکومت صرف دہلی تک محدود رہگئی تو اکبر ثانی نے سید متقی کو وزارت کے عہدہ پر مقرر کرنا چاہا مگر اُسنے شکر گذاری کے ساتھ اس عظیم الشان عہدے کو قبول کرنے سے انکار کیا مگر اُسنے اپنے خسر خواجہ فرید الدین کی جو اُسوقت کلکتہ میں تھا اس عہدہ کے لئے سفارش کی کہ وہ

اس منصب کے فرائض کو بخوبی انجام دسکتا ہے۔ یہ سفارش دربار شاہی میں منظور ہوئی اور خواجہ فرید الدین کو کلکتہ سے بلواکر وزارت کے عہدہ پر مقرر کیا اور مدبر الملک امین الدولہ خاں بہادر کا خطاب اُسکو مرحمت ہوا۔ غرضکہ سید احمد خاں طرفین سے شریف اور نجیب ہے اور عالی ہمتی اور مستقل مزاجی اسکو اپنے آبا و اجداد سے وراثت میں ملی تھی۔

عہد طفولیت

سید احمد خاں ۱۸۱۷ء میں بمقام دہلی پیدا ہوا اور اپنے والد کے سایۂ عاطفت میں نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ پرورش پائی یہ اپنے بچپن میں نہایت شرمیلا اور بزدل تھا۔ یہ ایک کلیہ قاعدہ ہے کہ جو لڑکے اپنے بچپن میں ایسے ہوتے ہیں وہ زمانہ شباب میں نہایت عقیل اور ذی ہوش ہوجاتے ہیں گویا کہ اُنکی عقلی اور جسمانی قوتیں متوازی رفتار کے ساتھ درجہ بدرجہ ترقی کرکے ایک وقت میں درجہ کمال کو پہونچ جاتے ہیں مگر جن لڑکوں میں بچپن ہی سے حدت ذہن کا ظہور ہوجاتا ہے ان میں عقلی قوتوں کا نشو و نما جسمانی قوتوں سے پہلے ہوجاتا ہے اور جسوقت جسمانی قوتیں درجہ کمال تک پہونچتی ہیں تو عقلی قوتوں میں زوال اور انحطاط شروع ہوجاتا ہے اسلئے ایسے اشخاص کوئی بڑا کام نہیں کرسکتے لیکن اخلاق و عادات بچپن ہی میں نہایت وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوجاتے ہیں جو لڑکا سچا ہوتا ہے اُسکی سچائی چھوٹی چھوٹی باتوں اور ادنیٰ درجہ کی چیزوں میں ظاہر ہوجاتی ہے اور باقی اخلاق جیسے اخلاق

ریا۔ بخل۔ سخاوت۔ کینہ۔ بردباری وغیرہ کی بھی یہی حالت سمجھنا چاہئے اسی بناپر
سید احمد خاں کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ بچپن ہی سے آزادانہ خیال کا آدمی تھا
اسکی راست بازی اور حق گوئی کی نسبت ایک دلچسپ قصہ نقل کیا گیا ہے جسکا
اس مقام پر بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ شاہی
دربار کے چوبدار نے سید احمد خاں کو آواز دی اور یہ اُن لڑکوں میں تھا جو
دربار میں کسی وجہ سے بلائے گئے تھے۔ سید احمد خاں نے چوبدار کو جواب نہ دیا
اور سید احمد خاں کا والد اُسوقت شہنشاہ کی حضور میں کھڑا ہوا تھا شہنشاہ
نے اُس سے دریافت کیا اُسنے جواب دیا کہ وہ یہیں موجود ہے اور حضور میں
حاضر کیا شہنشاہ نے اُس سے دریافت کیا کہ جب تمہیں آواز دی گئی تھی تو تم نے
جواب کیوں نہیں دیا تھا سید احمد خاں نے کہا کہ میں اُسوقت بے خبر
سو رہا تھا اس جواب کو سنکر تمام حاضرین دربار اسکی جسارت پر تعجب کرنے
لگے اور اُسکو اشارہ کیا کہ نرمی سے جواب دے اور کوئی معمولی عذر کر دے
اسکے جواب میں اُسنے نہایت آزادی کے ساتھ کہا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں اور
اسکے سوا میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے جسکو میں بیان کر دوں یہ آزادانہ
جواب سنکر شہنشاہ ہنس پڑا اور سید احمد خاں کو ایک موتیوں کی لڑی
انعام میں دی جو سر پر بطور تاج کے استعمال کیجاتی ہے۔

سید احمد خاں نے ابتدائی علوم کا مرحلہ ۱۴ سال کی عمر میں طے کر لیا تھا

وہ جو کچھ دن میں پڑھتا تھا رات کو اسکی والدہ دوبارہ سنتی تھی حتی کہ اپنی ہم جماعتوں میں سب سے زیادہ ترقی کر گیا۔

۱۸۳۶ء میں سید احمد خاں کے والد نے وفات پائی اور سلطنت دہلی کے آخری بادشاہ بہادر شاہ نے اسکے باپ کا عہدہ اور خطاب اسکو عطا فرمایا۔ علاوہ ازیں عارف جنگ کا خطاب بھی دیا۔ ۱۸۳۷ء میں اُس نے بادشاہی خدمات سے علیحدہ ہو کر انگریزوں کی ملازمت اختیار کی حالانکہ اُسکے عزیز قریب سب اسبات کو ناپسند کرتے تھے دوسرے سال وہ دہلی میں ایک دیوانی عہدہ پر مقرر کیا گیا اور ۲۵ برس کی عمر میں فتحپور میں منصف مقرر ہوا اور چند سال بعد دہلی میں بدل آیا یہاں آکر اُسنے کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف تالیف کا سلسلہ شروع کیا سب سے اول اُسنے آثار قدیمہ کے بیان میں ایک کتاب تالیف کی اسپر وہ رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں ممبر منتخب ہوا۔

۱۸۵۷ء میں ہندوستان کی مشہور بغاوت ہوئی جس میں انگریز نہایت بیدردی کے ساتھ قتل ہونے لگے اُسوقت سید احمد خاں بجنور میں سب جج تھا اُسنے معلوم کیا کہ یہ بغاوت بیوقت ہے اور اُسکو محقق طور پر ثابت ہو گیا کہ اسکا انجام نقصان کے سوا اور کچھ نہوگا اُسنے اس بغاوت کے بانیوں اور سرغنونکو نصیحت کی لیکن اُنہوں نے اسکی باتوں پر بالکل التفات نکیا

بلکہ اُنکو دہمکایا اور ڈرایا کہ اگر تم انگریزوں کی طرفداری کروگے تو تمکو بھی سخت تکلیف دیجائیگی اُس سے یہ خوفناک منظر دیکھا گیا کہ انگریزوں کی عورتیں اور بچے بیگناہ قتل کئے جائیں اُسنے ایک مکان میں اس علاقہ کے تمام انگریزونکو جمع کرکے اپنے آدمی اُنکی حفاظت کے لئے تعینات کئے اور دشمنوں اور باغیونکے دفعیہ میں بذات خود بہت سخت کوشش کی اور اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا حتی کہ قریب تہا کہ باغی اُسکو قتل کرڈالیں مگر یہ درختونکے ایک جھنڈ میں پوشیدہ ہوگیا اور جب انگریزوں کی کامیابی پر بغاوت کا خاتمہ ہوا تو سید احمد خاں کو علاوہ دیگر تحفہ تحائف کے دو سو روپیہ ماہوار کا دائمی وظیفہ مرحمت ہوا اور نسلاً بعد نسل بڑے بیٹے کو ملتا رہیگا۔

اس اثنا میں سید احمد خاں نے اردو زبان میں ایک کتاب لکھی جسمیں اس بغاوت کے اسباب پر بحث کی گئی تہی ۱۸۷۳ء میں اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کیا گیا اس کتاب میں انگریز حکام کے بعض کاموں پر نکتہ چینی کی گئی ہے اور اُنکے اندرونی مقاصد کو صاف صاف بیان کیا گیا ہے اور نیز اُن اسباب کی تفصیل بھی نہایت وضاحت کے ساتھ کی گئی ہے جنہوں نے اہل ہند کو بغاوت پر مجبور کیا۔ سید احمد خاں نے اس کتاب میں اپنی حب الوطنی کا پورا ثبوت دیا ہے اور انگریزوں کے بدیوں اور تحفوں اور اُنکی مقرر کی ہوئی تنخواہوں کی بالکل پروا نہیں کی لیکن تاہم اُس غلطی کا بھی اقرار کیا ہے

جو اہل ہند سے اس بغاوت کے اختیار کرنے میں سرزد ہوئی اُسنے اپنے تمام اقوال کی بنیاد اس پر رکھی ہے کہ ہندوستان کے تمام لوگ جاہل ہیں اور سب سے اول اُنکو تعلیم کی سخت ضرورت ہے اور اس خدمت کے انجام دینے کا عزم بالجزم کرلیا اور ہندوستان کے مسلمانوں کی ترقی کے وسائل بہم پہونچانے میں سرگرمی کے ساتھ کوشش کرنے لگا اُسوقت وہ اپنے منصبی فرائض بھی انجام دیتا تہا اور فرصت کے وقت اپنے تعلیمی مقاصد میں کوشش کرتا تہا اس اثنا ء میں اُسنے تین جلدوں میں توریت کی شرح لکھی اور یہ پہلا مسلمان ہے جسنے اس قسم کی کتاب لکھی یہ کتاب ہندوستانیوں میں بھی مقبول ہوئی اور انگریزوں نے اُسکو بہت پسند کیا۔

سید احمد خان کی علمی خدمات

اس عقلمند اور دور اندیش شخص نے اول اُن اُمور پر غور کیا جو اُسکے ابناء وطن کی ترقی میں مفید ہوسکتی ہیں اُسنے سب سے زیادہ مناسب اسکو سمجھا کہ انکی آنکھوں سے تعصب کے پردے اُٹھا دیے جائیں اور اُنکے ذہن نشین کردیا جاے کہ انگریز اور دیگر یورپین قومیں بھی آدمی ہیں اور یہ کہ طبعیات اور دیگر جدید علوم و فنون مفید ہونے کے علاوہ مذہبی عقائد کے بالکل مخالف نہیں۔ سید احمد خاں نے سرسری غور کرنے کے بعد ایک ترجمہ کی کمیٹی قائم کی جو اسوقت سائنٹفک سوسائٹی علیگڈھ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کمیٹی کا موضوع یہ قرار دیا کہ مغربی علوم و فنون ترجمہ کے ذریعہ سے اہل ہند میں

شایع کئے جائیں - اس کمیٹی کے اغراض اور مقاصد کو گورنمنٹ نے بھی پسند کیا اور ڈیوک آرگیل نے اس کی حمایت کی - اس کمیٹی نے بہت سی انگریزی کتابونکا اردو میں ترجمہ کرکے ہندوستان میں مشتہر کیا اس خدمت کے صلہ میں گورنمنٹ ہند کی طرف سے سید احمد خاں کو ۱۸۶۶ء میں سونیکا تمغہ عطا ہوا اور مشہور مورخ کی تالیفات کا ایک نسخہ مرحمت ہوا۔

سید احمد خاں ۱۸۶۷ء میں بنارس بدل گیا اسوقت اسکا بیٹا سید محمود جوان ہوگیا تھا اسکو تعلیم حاصل کرنے کے لئے انگلینڈ کے مشہور مدرسہ کیمبرج میں بھیجنے کا ارادہ کیا اور خود بھی اسکے ساتھ اس امید پر روانہ ہوا کہ شاید وہاں اسکو ایسے اسباب معلوم ہوں جنکے ذریعہ سے وہ اپنے ملک کی خدمت میں مدد دے سکے - انگلینڈ میں بڑی تعظیم تکریم ہوئی اور وہانکے اکثر اہل علم اور ارکین سلطنت سے انٹرڈیوس کرایا گیا اسوقت ڈیوک آرگیل وزیر ہند تھا اسنے ستارۂ ہند کا خطاب عطا کیا اور اتھینیم کی کمیٹی میں ممبر منتخب کیا گیا -

انگلستان کے اس سفر میں سید احمد خاں نے وہاں کے اسباب تمدن اور وسائل تعلیم کا بغور مطالعہ کیا اور اہل ہند کیلئے جن جن اسباب کی ضرورت تھی انکی حقیقت اسپر بخوبی منکشف ہوگئی اور اسکو یقین ہوگیا کہ قدیم عادات کی پیروی اور اسنے آباو اجداد کی تقلید کی بنا پر جدید علوم فنون سے نفرت اور

یورروپین اقوام سے اجنبیت اہل ہند کی جہالت کا بہت بڑا سبب ہے۔
۱۸۷۰ء میں بنارس واپس آیا اور اپنے منصبی فرائض کے انجام دینے میں مصروف ہوا اور کیمبرج یونیورسٹی کے نمونہ پر ایک مدرسہ قائم کرنیکی تجویز اپنے دل میں ٹھان لی لیکن چونکہ یہ کام بہت سخت اور یہ راستہ نہایت کٹھن اور دشوار گذار تھا اسلیئے کسی فرصت کے موقع کا انتظار کرنے لگا۔

سب سے اول سید احمد خاں نے اس دشوار کام کی تمہید شروع کی اور ایک رسالہ جاری کیا جسکا نام محمڈن سوشیل ریفارمر رکھا۔ اس رسالہ میں اُس نے متعدد مضامین لکھے جن میں اُن لوگونکی غلطی ثابت کی جو جدید علوم وفنون پر طعن کرتے ہیں اور اُنکا پڑہنا حرام بتاتے ہیں ان مضامین میں اسنے شرعی دلائل سے اُن لوگونکی غلطی ثابت کی یہ قلمی جہاد وہ متواتر نو برس تک کرتا رہا۔
کرنل گریہم جسنے سید احمد خاں کے حالات لکھے ہیں کہتا ہے کہ "سید احمد خاں کی ان مضامین نے مسلمانوں کی طرز معاشرت اور خیالات میں بڑی عجیب وغریب تاثیر کی اور حاکم ومحکومانہ تعلقات کی اصلاح کے لئے نہایت عمدہ ذریعہ ثابت ہوئے لیکن اکثر پکے مسلمان اُس سے ناراض ہوگئے اور مکہ معظمہ سے اُسکے لئے کفر کے فتوے منگائے گئے لیکن وہ نہایت تہذیب اور شائستگی سے اُنکے ساتھ مناظر اور مباحثے کرتا رہا حتےٰ کہ اپنے اسلام کی سچائی کا اُنکو یقین کرا دیا اور جن وسائل سے اُسنے اپنے اسلام کی سچائی کا ثبوت دیا تھا منجملہ اُنکے یہ بھی تھا کہ اوسنے ولیم میور

کی کتاب کا جواب لکھا جسنے اُسکو مسلمانونکے برخلاف لکھا تھا اس کتاب کا موضوع یہ تھا" ہندوستان کے مسلمان اور کیا وہ ملکہ کی اطاعت واجب سمجھتے ہیں"
سید احمد خاں کو اس قسم کی دشواریاں پیش آئیں مگر مدرسہ قائم کرنے کی جو اُنکی نیت تھی اُسمیں بالکل فرق نہیں آیا اس مجوزہ مدرسہ کے لئے سرمایہ جمع کرنے کے واسطے ایک کمیٹی قائم کی جسکا نام "خزینۃ البضاعۃ لتاسیس مدرسۃ العلوم الاسلامیۃ الانگلیزیۃ" رکھا اسوقت بنارس میں مدرسہ قائم کرنے کی تجویز قرار پاچکی تھی مگر بعد میں یہ راے بدل گئی اور مدرسہ قائم کرنے کے لئے شہر علیگڈہ تجویز ہوا کیونکہ یہ شہر ہندوستان کی اسلامی دنیا کا مرکز ہے اور پنجاب اودہ بہار راجپوتانہ سے نہایت آسانی کے ساتھ اس مقام پر طلبہ جمع ہو سکتے ہیں۔
لیکن ایسے مدرسہ کا قائم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا کیونکہ بیش قرار اخراجات کے علاوہ تعصب کی سخت دشوار گذار گھاٹی کو طے کرنا تھا جو اس راہ میں حائل تھی۔ مجوزہ مدرسہ کی مخالفت میں پرانے فیشن کے لوگونکی جماعت کھڑی ہوگئی جو قدیم رسموں اور پرانی باتونکو چھوڑکر جدید طرز اختیار کرنیکو بدعت سمجھتے ہیں لیکن سید احمد خاں نے نہایت حکمت اور دانائی کے ساتھ مدرسہ کے پروگرام اور اُسکے قوانین و قواعد میں ایسی مناسب تبدیلی کی جس سے اکثر لوگونکو اطمینان ہوگیا کہ اس مدرسہ کی یہ غرض ہے کہ مسلمانونکو اُنکے مذہب کے موافق تعلیم و تربیت دیجائیگی اور یہ تعلیم و تربیت مشرقی علوم میں مشرقی زبانونکے ذریعہ سے ہوگی ان

مشکلات میں اکثر مشہور انگریزی حکام نے سید احمد خاں کی مدد کی اور ہندوستان کے مسلمانوں سے چندہ جمع کرنا شروع کیا اس میں انکو نہایت دشواریاں پیش آئیں اور باوجود ایک مدت گذرجانے کے اتنا ہی چندہ جمع ہوسکا جو ضروری اخراجات کے لئے کافی ہو مگر سید احمد خاں اور اسکی کمیٹی نے تمام روپیہ جمع ہونیکا انتظار نکیا اور ۱۸۷۵ء میں بمقام علیگڈھ ایک چھوٹا سا مدرسہ کھول دیا جس سے لوگوں کی نظروں میں کمیٹی کا اعتبار بڑھ گیا اور وہ اس طرف متوجہ ہوئی اور دو برس بھی نہ گذرنے پائے کہ چندہ کی ایک معقول تعداد جمع ہوگئی اور یہ چھوٹا سا مدرسہ ترقی کرکے ہائی سکول کے درجہ پر پہونچگیا۔

اسوقت تک یہ مدرسہ ایک انگریزی حاکم کی نگرانی میں رہا مگر جب سید احمد خاں علیگڈھ میں تبدیل ہوا تو بذات خود اسکی نگرانی کرنے لگا ۱۸۷۶ء میں سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوکر ہمہ تن مدرسہ کے کاروبار میں مصروف ہوگیا اور اپنے زمانہ وفات یعنی مارچ ۱۸۹۸ء تک برابر علمی خدمات تصنیف تالیف خطابت میں نہایت سرگرمی کے ساتھ مشغول رہا۔ وفات کے وقت اسکی عمر ۸۱ برس کی تھی اور بڑھاپے کی سفیدی نے اسکی ہئیت اور وقار کو دوبالا کردیا تھا گورنمنٹ کی طرف سے بڑا اعزاز پایا اور متعدد خطابات حاصل کئے۔

ذاتی اوصاف | سید احمد خاں مرحوم کو خداوند تعالیٰ نے جسم اور عقل اور اخلاق کے لحاظ سے عظمت عطا فرمائی تھی اسکا بڑا سر اور بڑی بڑی آنکھیں لمبی اور گھنی ڈاڑھی تھی

جیسا کہ اُسکی تصویر سے ظاہر ہوتا ہے - باوجود ظرافت اور خوش طبعی کے بارعب عالی ہمت دور اندیش مستقل مزاج شخص تہا اپنی زندگی کے آخری دم تک وطن اور اہل وطن کی خدمت میں منہمک رہا اور اسلامی اتحاد اور مسلمانوں کی دنیوی ترقی وسائل میں مرتے دم تک کوشش کرتا رہا۔ بعض اشخاص نے ہمسے بیان کیا ہے کہ جب علیگڈہ کالج قائم کرنیکا ارادہ کیا اور اس مقصد کے لئے روپیہ جمع کرنیکا ارادہ کیا تو چندہ وصول کرنے کے واسطے شہر بشہر پہرتا تہا چونکہ اسوقت ہندوستان کے ممالک میں اُسکی شہرت ہوگئی تہی تو جسکسی شہر میں قیام کرتا وہانکے لوگ نہایت دہوم دہام کے ساتھ دعوت کی تیاریاں کرتے یہ اُنسے کہتا کہ میں دعوتیں اُڑانے کیلئے تمہارے شہر میں نہیں آیا بلکہ میں اسلئے آیا ہوں کہ اس قومی کام میں شریک ہونے کی تمکو ترغیب دوں پس جسقدر روپیہ تم دعوت میں صرف کرنا چاہتے ہو وہ مجھکو مدرسہ کے واسطے نقد دیدو کیونکہ مدرسہ کی ضرورت سب سے زیادہ مقدم ہے۔ اس طرح اُسنے چار لاکھ روپیہ جمع کیا جو چھہ لاکھ فرنک کے برابر ہے۔ یہ تمام رقم اُسنے مدرسہ کی ضرورتوں میں صرف کردی اور بیس برس تک دن رات اُسکی خدمت کرتا رہا نہ کسی سے اس خدمت کا معاوضہ چاہا اور نہ شکرگذاری کی خواہش کی اُسکے ذاتی اخراجات اُسکی پنشن اور روزینے سے چلتے تہے جنکی مقدار چار سو روپیہ ماہوار تہی اور اسوقت اسکا بیٹا سید محمود الہ آباد میں جسٹس جج تہا۔

علیگڈہ کالج یہ اسلامی کالج ہندوستان میں سب سے بڑا کالج ہے اسمیں

اردو فارسی عربی انگریزی زبانیں پڑہائی جاتی ہیں - اس کالج میں پروفیسروں کی تعداد پندرہ ہے جس میں ہمارے دوست شمس العلما مولوی شبلی نعمانی مدرس عربی ہیں - اس کالج کے طلبہ کی تعداد پانسو کے قریب ہے جو ہندوستان کے مختلف شہروں سے آکر تعلیم پاتے ہیں - ہندوستان میں پہلا کالج یہی ہے جو قومی چندہ سے قائم ہوا ہے اسکے بعد لاہور کے مسلمانوں نے اسکی تقلید کرکے ایک کالج قائم کیا جو مدرسۂ انجمن حمایت اسلام کے نام سے مشہور ہے علیگڈہ کالج کے متعلق ایک نہایت نفیس کتب خانہ اور طلبا کی نماز پڑہنے کے واسطے ایک خوبصورت مسجد ہے اور اسی کے متعلق ایک مطبع ہے جس سے ہفتہ وار اخبار اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں نکلتا ہے - اس اخبار کا نام علیگڈہ انسٹیٹیوٹ گزٹ ہے اور اس کالج کا ماہواری خرچ تقریباً چہ ہزار روپیہ ہے -

سید احمد خاں نے اگرچہ وفات پائی مگر اُنکا ذکر جمیل ہندوستان میں زندہ ہے اور فی الحقیقت ہندوستان کے مسلمانوں نے اُسکی خدمات کی پوری پوری قدر کی اُسکی وفات کے بعد اُنہوں نے ایک کمیٹی قائم کی جسکا نام سر سید میموریل فنڈ کمیٹی ہے اور یہ قرار دیا کہ اُس مرحوم کی یادگار میں ایک اسلامی یونیورسٹی قائم کیجاے اور ہندوستان کے مسلمانوں سے اسکے لئے روپیہ وصول کیا جاوے جسکا تخمینہ پانچ لاکھ پونڈ کا کیا گیا ہے یہ کمیٹی چندہ جمع کرنے میں مصروف ہے خداوند تعالیٰ

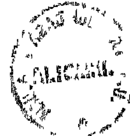
اسکو اپنی کوششوں میں کامیاب کرے۔

ہمارے نزدیک اسمیں کچھ شک وشبہ نہیں کہ سید احمد خاں نے جس طرح اپنے عمل سے ہندوستان کو فائدہ پہونچایا اسی طرح اپنے نمونہ سے فائدہ پہنچایا اسنے دیگر خدمات کے علاوہ اپنے دوستوں اور شاگردوں کی نفوس میں علمی ترقی کی روح پہونکی۔ پس اگر اسکی وفات کے بعد وہ اسکی پیروی کریں تو کچھ تعجب نہ کرنا چاہیے۔ خداوند تعالی مشرقی ممالک میں اسکی مانند بہت سے اشخاص پیدا کرے۔ شاید مشرق کے لوگ غفلت کی نیند سے ہوشیار ہوں اور انکی گئی ہوئی عظمت انکو واپس ملجائے بیشک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

مولوی غلام محمد ناظر مجلس شوری حیدر آباد دکن نے ہمارے پاس ایک نہایت نفیس قصیدہ بھیجا ہے جسکو شیخ سعید ابن الحاج محمد العلی الطرابلسی نزیل حیدر آباد نے سید احمد خاں کے مرثیہ میں لکھا ہے مگر ہم بوجہ عدم گنجایش اسکے درج کرنے سے معذور ہیں۔

کتب خانہ تجارت مطبع احمدی علیگڈھ

عربی کتابین



مطبع احمدی مین مندرجہ ذیل عربی کی جدید کتابین فروخت کے لئے موجود ہین
شائقین بترسیل قیمت یا بذریعہ ویلیوپے ایبل طلب فرماوین - ان کے علاوہ مصر و بیروت کی چھپی ہوئی
ہر علم و فن کی کتابین ہماری معرفت طلب کی جاسکتی ہین - بشرطیکہ نقد قیمت ارسال کیجاوے -

---

ابن رشد و فلسفتہ کے اس ضخیم کتاب مین فیلسوف اسلام ابوالولید بن رشد کے تاریخانہ حالات عربون اور اہل یورپ کی مستند اور معتبر تواریخ سے انتخاب کرکے درج کئے گئے ہین اور اوسکے فلسفہ پر نہایت محققانہ اور بسیط ریویو کیا گیا ہے اور اوسکے تمام تصنیفات کی مفصل فہرست دی ہے اور یہ کہ وہ دنیا کی کن کن کتب خانون مین موجود ہین - یہ کتاب ہر ایک ذیعلم شخص کے مطالعہ کے قابل ہے قیمت عہ

فرلیبتہ الاسد - یہ ایک نہایت دلچسپ ناول ہو جو فرانسیسی زبان سے عربی مین ترجمہ ہوا ہے اس کے مطالعہ سے بغاوت فرانس کے اصلی واقعات منکشف ہوجاتے ہین - عکدم

یوسف و فرجینی — ایک نہایت پرلطف اور دلچسپ اور نتیجہ خیز ناول ہے یہ ناول فرانسیسی زبان مین ۳۰ مرتبہ سے زیادہ چھپ چکا ہے جو لوگ اردو کے ناپاک اور گندے ناولون سے اکتا گئے ہون اون کو اس کا مطالعہ کرنا چاہئے - قیمت ۱۴؍

الجامعہ - مصر کا نہایت نامور عربی میگزین جو ماہوار شائع ہوتا ہے قیمت سالانہ للعہ

مجلتہ السیدات والبنات - عورتون اور لڑکیون کو لئے نہایت عمدہ اور مفید میگزین ہے عورتون کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی رکھنے والے اس کو ضرور خریدین قیمت سالانہ لعہ

الکوخ الہندی — اس دلچسپ ناول مین ہندوستان کا حکمت و فلسفہ اور اخلاق و معاملت قصہ کے پیرایہ مین بیان کئے گئے ہین قیمت ۱۴؍